کشمیر میں تصوف کے مختلف سلاسل کا تاریخی پس منظر: ایک تجزیاتی مطالعہ

Historical background of different sects of Sufism in Kashmir: An analytical study.

Bashir Ahmed Malik
Ph.D Scholar, Department of Islamic and Religious Studies,
Hazara University, Mansehra
malikbashir661@gmail.com

Prof. Dr. Syed Azkia Hashimi
Chairman Department of Islamic and Religious Studies,
Hazara University, Mansehra
azkiahashimi@gmail.com

Abstract

Sufism has been a movement in Kashmir which has created confusion in the spiritual life of its people. Sufism in Kashmir reflects the practices of Kashmiris, Pandits and Muslims. Here Sufism is not like other Sufi traditions as it exists in different parts of Central Asia and South Asia. Sufism in Kashmir replicates the practices of Kashmiri, Pandits and Muslims. Kashmir became the foundation of Islam through his teachings. Besides, Kashmir has had a large number of its own Sufis who have been connected with different sects of Sufism. These Sufis belonged to all the sects of Sufism. Besides, the local spiritual lineage of Kashmir has also been famous here which is called Rishi lineage. Made the cradle of Islamic civilization. These Sufis concreted the way for the Islamic Revolution in the history of Kashmir through their composition and compilation services. The arrival of these sequences in Kashmir and their historical background will be defined in this research article.

Keywords: *Sufism, Kashmir, practices, traditions, Rishi lineage, Islamic Revolution.*

سلاسل تصوف کا پس منظر:

برصغیر پاک وہند میں اسلام کی تبلیغ کا کام جس جماعت نے کیا وہ صوفیاء کرام کی جماعت ہے انہوں نے تبلیغ دین کو اپنا فرض سمجھا اور اسے پورے طریقے سے ادا کرنے کی کوشش کی۔ اگر یہ صوفیاء کی جماعت نہ ہوتی تو عین ممکن ہے کہ یہاں اسلام اور توحید کا چراغ روشن نہ ہوتا۔ تبلیغ اسلام کے سلسلے میں جو پہلا مبلغ یہاں آیا اس کا نام شیخ اسماعیل محدث بخاری (لاہوری) ہے۔ آپ اس وقت یہاں وارد ہوئے جب اس سرزمین (پنجاب) پر ہندو راجاؤں کا قبضہ تھا اور محمود غزنوی اس خطہ کو روندرہا تھا۔

شیخ اسماعیل بخاری بخارا کے سید تھے اور علوم ظاہری اور باطنی میں کامل دسترس رکھتے تھے۔ آپ لاہور میں ۱۰۰۰۵ء کو وارد ہوئے اور اپنے پُر تاثیر وعظ سے لوگوں کو دین کی تبلیغ کرتے رہے۔ آپ کی ایک ایک مجلس میں ہزاروں لوگ اسلام قبول کرتے تھے۔ مفتی غلام سرور لاہوری اپنی کتاب "خزینۃ الاصفیاء" میں لکھتے ہیں کہ

"چوں شیخ اسماعیل در لاہور تشریف آورد بروز جمعہ ثانی پانصد وپنجاہ و بروز جمعہ ثالث یک ہزار کس در زمرہ اہل توحید داخل گشتند"[1]۔

مولوی رحمان علی مصنف تذکرہ علمائے ہند آپ کے بارے میں رقم طراز ہیں۔

"از علمائے محدثین و مفسرین بود۔ اول کسے است کہ علم تفسیر وحدیث در لاہور آورد۔ ہزارہا مردم در مجلس وے مشرف با اسلام شدند۔ در سال چہار صد چہل دہشت ہجری در لاہور در گذشت"[2]۔

ترجمہ۔ آپ تفسیر اور حدیث کے بڑے اصحاب علم میں سے تھے آپ سب سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے لاہور میں تفسیر اور حدیث کے علوم لائے آپ کی ایک مجلس میں ہزاروں لوگ اسلام قبول کرتے تھے۔ آپ نے چار سو چالیس ہجری میں لاہور شہر میں انتقال فرمایا۔ کشمیر میں بھی اسلام انہی بزرگان دین کی وجہ سے آیا ہے۔ چوں کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ صوفیاء کرام سمندر پار سے ہندوستان میں وارد ہوئے ہیں یہ یا تو ایران یا افغانستان کے راستے سے ہندوستان میں آئے اور سندھ کو اپنی تبلیغ کا مرکز بنایا۔ یہاں سے پورے برصغیر میں پھیلے اور کشمیر کو بھی اپنی تبلیغ کا مرکز بنایا کئی صوفیاء کرام نے اسی سرزمین کو اپنا مستقل مستقر بنالیا جس کا مفصل ذکر اس مقالہ میں کیا جائے گا۔ مؤرخین کا کہنا ہے کہ مسلمان صوفیاء ہند میں جنوبی ساحل مالا بار میں پہنچ گئے یہ صوفیاء جہاں مبلغ تھے وہاں تاجر بھی تھے۔ جان اے سبحان رائے لکھتا ہے۔

"Ibn Batuta repeats that during his visit to Ceylon ,He found the tomb of several preachers and Saints ,including those of Sheikh Abdullah Hanif , Sheikh Uthman and Baba Tahir [3]"

ترجمہ۔ ابن بطوطہ دہراتے ہیں کہ سائلین کے دورے کے دوران اس نے متعدد مبلغین اور سنتوں کے مقبروں کو پایا، ان میں شیخ عبداللہ حنیف، شیخ عثمان اور بابا طاہر بھی شامل تھے۔

اسی طرح خواجہ معین الدین چشتی (م ۱۲۳۵ء) سجستان میں پیدا ہوئے اور نیشاپور، ہرات، سمرقند، تبریز، اصفہان، بغداد اور ملتان سے ہوتے ہوئے اجمیر تشریف لائے۔ آپ نے اجمیر کو اپنا وطن بنایا اور یہاں لاکھوں لوگوں کو دائرہ اسلام میں داخل کیا اور یہیں آپ کا مدفن بھی بنا۔ الغرض اکثر تاجر جو ہند میں وارد ہوئے بڑے صوفیاء اور مجاہد تھے ان کی خدمات ہی کا صلہ ہے کہ آج ہندو پاک اسلام کی روشنی سے منور ہے۔ ان کی زندگی علم وہنر، شریعت سے آراستہ اور سیاسی و دینی اور دنیاوی معاملے میں پیش پیش نظر آتی ہے۔ حسن اخلاق کی مجسم تصویر، سنت کے پیکر اور صورت و سیرت کے اعتبار سے مکمل مسلمان تھے۔ یہی نہیں بلکہ شمشیر بکف مجاہد بھی تھے۔ جنگ و جہاد میں شریک ہو کر سلطنتیں قائم کراتے تھے۔ لیکن جب مال وزر کے انبار لگنے لگتے تو کُنج عزلت میں جا کر بیٹھ جاتے۔ دن بھر روزہ رکھتے اور شام کو ایک پیالہ پانی سے افطار کرتے۔ گویا "الفقر فخری" کا لبادہ اوڑھے ہوتے تھے۔

کشمیر کا خطہ اس اعتبار سے مردم خیز رہا ہے کہ یہاں تمام سلاسل کے صوفیاء کرام تشریف لائے اور اس خطہ کو اپنے علم وہنر، زہد تقوی سے مالا مال کیا۔ اس خطہ میں تمام سلاسل پائے جاتے ہیں اور یہاں کا اپنا سلسلہ (ریشی) بھی اس خطہ میں الگ سے چلا آرہا ہے جس کے اثرات یہاں کے لوگوں پر بہت زیادہ ہیں۔ ذیل میں ہم ان کا مختصر تعارف پیش کرتے ہیں جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ یہ خطہ سلاسل تصوف کا مرکز رہا ہے اور یہاں کے لوگوں نے صوفیاء کرام کو اپنے معاشرے میں اہم مقام دیا۔

نقشبندی سلسلہ:

یہ سلسلہ خواجہ بہاؤالدین نقشبندی (۷۹۱ھ) کی وجہ سے مشہور و معروف ہوا ہے۔ اس سلسلہ کے مشہور ائمہ میں سے امام ابو القاسم قشیری، خواجہ شبلی ہیں پاک وہند کے ممتاز سلاسل تصوف میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ اس سلسلہ کی بنیاد وسط ایشیاء میں اس وقت پڑی جب ایران پر منگول ترکوں کے لادینی اثرات پڑنے لگے تھے اس کے بانی احمد عطا یسوی کو بتایا جاتا ہے۔ جیسا کہ عزیز احمد نے کہا ہے۔

"The Foundation is attributed to Ahmad Ata Yaswi d1116.It was developed by Bahaudine. Apocryphally it traced its discipline through Abu Yazeed Bastami to the First orthodox caliph, Abu Bakr.[4]"

دسویں صدی ہجری ہندوستان میں سلسلہ نقشبندیہ کی اشاعت کی صدی تھی۔ ہندوستان میں خواجہ باقی باللہ اس سلسلہ کے بانیان میں سے تھے۔ خواجہ باقی باللہ افغانستان کے شہر کابل میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی اس کے بعد ماوراء النہر کی طرف ہجرت کی جو کہ صوفیاء اور مشائخ کا مرکز تھا۔ والد کی تربیت کا یہ اثر تھا کہ آپ کا رجحان علوم ظاہری سے زیادہ علوم باطنی کی طرف ہوا چناں چہ آپ نے علوم و معرفت کی حرص میں بہت سفر کئے جہاں کہیں تصوف و معرفت کے سر چشموں کا سراغ ملتا آپ وہیں اپنی تشنگی بجھانے چلے جاتے۔ اسی دوران آپ کشمیر تشریف لائے اور تقریبا دو سال تک یہاں قیام کیا اس کے بعد آپ واپس دہلی تشریف لے گئے اور یہیں آپ کا انتقال ہوا۔[5]

کشمیر میں اس سلسلہ کے بانی حضرت ایشان خواجہ خاوند محمود تھے۔ کشمیر سے دہلی آکر جن نقشبندی صوفیاء نے استفادہ کیا ان کی فہرست بہت طویل ہے البتہ ان میں سے ایک اخوند ملا کمال ہیں جنھوں نے شیخ احمد سرہندی سے تربیت پائی۔ اخوند ملا حسین خباز کشمیری ایسے بزرگ گزرے ہیں جنھیں خواجہ باقی باللہ سے فیض یاب ہونے کا موقع ملا اس کے بعد آپ کشمیر تشریف لائے اور یہاں خلق خدا کی خدمت میں مشغول ہوگئے اسی طرح شاہ محمد صادق نے کشمیر سے آکر دہلی میں خواجہ باقی باللہ کے فرزند خواجہ خرد سے روحانی فیض حاصل کیا۔ مرزا حیات بیگ نے حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ آدم بنوری سے تربیت پائی۔[6] الغرض کشمیر میں کئی صوفیاء ایسے گزرے ہیں جنھوں سے اس سلسلہ کے فیض کو عام کیا۔

حضرت خواجہ خاوند محمود (حضرت ایشان) نے کشمیر میں باقاعدہ اس سلسلہ کو تقویت بخشی کیوں کہ آپ کا زیادہ وقت کشمیر میں ہی گزرا کشمیر کے بادشاہ حسین شاہ چک کا مکان آپ کی قیام گاہ تھا آپ نے یہاں ایک مسجد اور خانقاہ تعمیر کرائی۔ آپ کے مریدین اور معتقدین کی تعداد میں اضافہ کی بنا پر یہ جگہ تنگ پڑ گئی چناں چہ آپ نے اس خانقاہ کو سرینگر منتقل کیا جہاں آج بھی یہ خانقاہ عقیدت مندوں کے لئے مرکز عقیدت ہے اور اپنے تعمیری محاسن کے اعتبار سے سیاحوں کے لئے پرکشش بھی اس کو خانقاہ نقشبند صاحب بھی کہتے ہیں۔ آپ اپنے ہم عصر صوفیاء سے بھی اچھے مراسم رکھتے تھے اور ان کے ساتھ مجلسیں بھی برپا کرتے۔ آپ کے زمانہ تک کشمیر میں اسلام کی بھرپور اشاعت ہو چکی تھی لیکن اب اہم کام مسلمانوں میں پھیلے ہوئے غلط رسوم ورواج کا خاتمہ اور عوام کی اصلاح تھا سو یہ کام آپ نے بخوبی انجام دیا۔ جب مغل شہنشاہ شاہ جہان کے حکم سے آپ کو کشمیر چھوڑنا پڑا اور لاہور میں قیام کرنا پڑا تو آپ نے کشمیر میں اپنے صاحبزادے خواجہ معین الدین نقشبندی کو اپنے مشن کی تکمیل کے لئے یہاں چھوڑا[7]۔ آپ کی خدمت میں علماء وفضلاء، حکام وروساء آداب بجالایا کرتے تھے تمام اہم معاملات میں آپ سے رہنمائی لیتے تھے علاوہ ازیں آپ صاحب التصانیف بزرگ بھی تھے آپ نے کئی ایک تصانیف یادگار چھوڑیں جن میں سے "فتاویٰ نقشبندیہ" تالیف کی۔ اس کے علاوہ "رسالہ دراحوال خواجہ خاوند محمود' مشارق الانوار، کنز السعادہ، مقامات، رسالہ در رد شطحیات ملا اخوند شاہ" مشہور ہیں۔ آپ نے قرآن مجید کی تفسیر بھی لکھی تھی لیکن ان کتب کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ اب موجود ہیں یا نہیں[8]۔

سہروردی سلسلہ:

سلسلہ سہروردیہ کے بانی شیخ نجیب الدین عبد القاہر سہروردی (م ۱۱۶۹ء) ہیں لیکن اس کی باقاعدہ تشہیر شیخ شہاب الدین سہروردی (م ۱۲۳۴ء) نے کی۔ شیخ شہاب الدین سہروردی عراق میں پیدا ہوئے۔ جب ایران اور عراق میں خانہ جنگی شروع ہوئی تو اس سلسلہ کے لوگ ہندوستان میں آکر آباد ہوگئے ان میں سے خواجہ بہاؤ الدین زکریا ملتانی نے سہروردی سلسلہ کو ملتان میں رائج کیا۔ پھر جلال الدین تبریزی نے اسے بنگال میں قائم کیا۔ خواجہ بہاؤ الدین زکریا ملتانی نے اس سلسلہ کو بڑے پیمانے پر پھیلایا اور بہت ہی شان وشوکت سے اس سلسلہ کی پیروی شروع ہوئی۔ آپ نے التمش سے تعلقات قائم کئے اور انہوں نے نور الدین مبارک کو شیخ الاسلام کے عہدے پر فائز کیا جو کہ آپ کے مرید تھے۔ کشمیر میں اسلام کی اشاعت میں سہروردی سلسلہ کا بنیادی کردار رہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے مبلغ سید شرف الدین عبد الرحمن (بلبل شاہ) جو ترکستان سے کشمیر میں تشریف لائے وہ اسی سلسلہ سے وابستہ تھے۔ آپ شاہ نعمت اللہ فارسی سہروردی کے مریدین میں سے تھے۔ بلبل شاہ کی وجہ سے کشمیر کے بادشاہ رینچن شاہ نے اسلام قبول کیا اور یوں باقاعدہ اسلام کی اشاعت کا آغاز ہوا۔ کشمیر میں اس سلسلہ کی دوسری شاخ سید محمد اصفہانی کی وجہ سے مشہور ہوئی۔ آپ سلطان زین العابدین بڈشاہ کے زمانہ میں کشمیر تشریف لائے اور سید رفاعی کے نام سے مشہور ہوئے بعد ازاں سید جہاں بازولی کے نام سے شہرت پائی اور نوشہرہ کو اپنی تجلیات کا مرکز بنایا۔

سہروردی سلسلہ کی تیسرے اہم بزرگ سید احمد کرمانی تھے آپ پہلے برصغیر تشریف لائے بعد میں کشمیر کی جانب ہجرت کی سلطان نازک الدین نے آپ کے لئے خانقاہ بنوائی اور کئی زینے بطور جاگیر کے آپ کو عطا کئے اور آپ کی خانقاہ سرینگر میں آج بھی مشہور ومعروف ہے[9]۔

کشمیر کے مقامی صوفیاء کی ایک کثیر تعداد اسی سلسلہ سے وابستہ رہی ہے جن میں سے بہت سے صاحب التصانیف اور صاحب حال بزرگ تھے ان کی تصنیفی وتالیفی خدمات کا زمانہ معترف رہا ہے۔ ان میں سے شیخ حمزہ کشمیری، شیخ بابا داؤد خاکی، وغیرہ اہمیت کے حامل ہیں۔ سہروردی سلسلہ نے کشمیر کی ثقافت، تہذیب وتمدن پر نمایاں اثرات ڈالے اور اس خطہ میں اسلام کی اشاعت کے لئے بھرپور کردار ادا کیا۔ آپ کی خدمات کے نتیجے میں آج بھی کشمیر کے اکثر لوگ اسی سلسلہ سے وابستہ ہیں اور مساجد وخانقاہی نظام کو مظبوط ومستحکم رکھا ہے۔

قادری سلسلہ:

قادری سلسلہ کے امام الطریقت خواجہ جنید بغدادی ہیں۔ اس سلسلہ کے بزرگوں میں شیخ عبد القادر جیلانی حنبلی ایسی شخصیت ہیں کہ جن کی وجہ سے یہ سلسلہ بہت مشہور ہوا اور قادری سلسلہ نام پڑا۔ برصغیر میں یہ سلسلہ شیخ عبد القادر جیلانی حنبلی (۱۱۶۵۔۱۰۷۸ء) کی وجہ سے مشہور ہوا ہے۔ متحدہ ہندوستان میں اس سلسلہ کو فروغ دینے والے محمد غوث ہیں جنہوں نے اس سلسلہ کے لوگوں کو اُوچ شریف میں جمع کیا۔ اس کے بعد مغلیہ دور حکومت میں شاہ نعمت اللہ قادری اور مخدوم محمد جیلانی

نے اس سلسلہ کی متابعت کی اور کشمیر میں اس سلسلہ کا پرچار کیا لیکن آپ نے یہاں زیادہ عرصہ قیام نہ کیا آپ کا زیادہ قیام پنجاب اور ہندوستان میں رہا۔شاہ نعمت اللہ قادری شیخ عبدالقادر جیلانی کے خاص خلیفہ تھے آپ چکوں کے زمانہ میں کشمیر تشریف لائے اور یہاں رشد وہدایت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔آپ کے طالبین میں سے میر میرک اندرابی اور حاجہ بابائے قادری بھی شامل تھے[10]۔

سید میرک اندرابی نے کشمیر میں اس سلسلہ کو بہت وسعت دی۔آپ اندرابی سید تھے آپ کا خاندان سلطان سکندر کے زمانہ میں کشمیر میں وارد ہوا اور یہاں کے بادشاہوں کا تقرب حاصل کیا[11]۔اس کے علاوہ سید اسماعیل شامی بھی اسی سلسلہ کے ممتاز صوفیاء میں سے تھے کشمیر میں آپ کا قیام مختصر رہا لیکن اس سلسلہ کو یہاں استحکام بخشا اور میر نازک نیازی کو اپنا جانشین مقرر کر گئے جنھوں نے کشمیر میں اس سلسلہ کو دوام بخشا۔آپ کی کرامات اور خوارق سے تذکرہ کی کتب بھری پڑی ہیں[12]۔

چشتی سلسلہ:

اس سلسلہ کے بانی شیخ ابو اسحاق شامی ہیں لیکن اس سلسلہ کی شہرت امام حسن البصری کی وجہ سے ہوئی۔(موضع چشت ہرات کا ایک شہر ہے)۔ہندوستان میں اس سلسلہ کے بانی معین الدین سنجری (۱۲۳۶) ہیں۔ان کے بارے میں مشہور ہے کی یہ سلسلہ قادریہ، کبرویہ، سہروردیہ کے بانی حضرات سے اپنی سیاحت اور مسافت میں ملاقات کر چکے ہیں۔انہوں نے اجمیر کو اپنا مرکز بنایا کیونکہ یہ ہندو تہذیب کا گہوارہ تھا اور راجے مہاراجے اپنی طاقت اور بہادری کے نشے میں چور تھے (یہ زمانہ ۱۱۹۲ء غوریوں کا تھا)۔اگرچہ خواجہ اجمیر نے کافی تبلیغی اور روحانی خدمات سرانجام دیں لیکن باضابطہ اس سلسلہ کو پھلنے پھولنے کا موقع سلاطین اسلام کے زمانے میں ہی ملا۔ان کے مرید بختیار کاکی (۱۲۳۶ء) نے دہلی میں اور حمید الدین نے ناگور میں خانقاہیں قائم کیں۔اول الذکر اسلامی تہذیب کے داعی تھے اور مؤخر الذکر نے اس کے ساتھ ساتھ کچھ ہندوانہ رسوم رواج کو بھی فروغ دیا۔یعنی حمید الدین ناگورنے گوشت سے پرہیز اور دیہاتی ہندو زندگی کے کچھ آداب اپنائے[13]۔خواجہ بختیار کاکی کے شاگرد گنج شکر فرید الدین اور علی بن احمد صابری گزرے ہیں۔علی بن احمد نے چشتیہ صابریہ سلسلہ کی شاخ قائم کی۔دہلی کے مشہور چشتیوں میں حضرت نظام الدین اولیاء، حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کے شاگرد گزرے ہیں۔انہوں نے اسلامیان ہند کی معاشرتی زندگی پر اعلیٰ اخلاقی اثرات ڈالے جس کی وجہ سے انہیں نہایت ہی قدر ومنزلت سے دیکھا جاتا ہے۔خلجی اور تغلق خاندان کے بادشاہوں نے انہیں بہت ہی قدر ومنزلت دی اور ان کے علم وفراست کی قدردانی کی۔

محمد بن تغلق نے چشتیہ صوفیاء پر دباؤ ڈالا کہ وہ ہندوستان کی ریاستوں میں پھیل جائیں اور اسلام کو سیاسی اور دنیاوی طور پر فروغ بخشیں۔اس طرح جب یہ لوگ دوسرے صوبوں میں پھیل گئے تو اس سلسلہ کو وسعت ملی۔شیخ سراج الدین (۱۳۵۷ء) نے اس سلسلہ کو بنگال میں پھیلایا۔ان کے مشہور مرید شیخ اشرف سمنانی (۱۴۰۵ء) نے دریائے گنگا کے آرپار اس سلسلہ کا پرچار کیا۔دکن میں برہان الدین غریب (م ۱۳۴۰ء) نے اس کو پھیلایا۔چشتی سلسلہ کے دوسرے مشہور مبلغ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز (م ۱۴۲۲ء) ہیں۔آپ سلسلہ صوفیا کی چند کتب کے مصنف بھی ہیں۔صابری سلسلہ کو پھیلانے میں احمد عبدالحق کا بڑا ہاتھ ہے۔اٹھارویں صدی میں شیخ حکیم اللہ نے اس سلسلہ کی ایک ذیلی شاخ چشتیہ نظامیہ قائم کی اور اس کی تجدید اور احیاء فرمائی۔یہ سلسلہ ابن عربی کے مسلک سے ملتا جلتا ہے۔[14]

کبرویہ سلسلہ:

کشمیر میں جو صوفی سلسلے متعارف ہوئے ان میں کبرویہ سلسلہ بھی کافی مقبول رہا حالانکہ اس سلسلہ کو سہروردیہ کی ایک شاخ تسلیم کیا جاتا ہے۔اس سلسلہ کے بانی شیخ احمد بن عمر الخیوقی ہیں جن کو شیخ نجم الدین کبریٰ خوارزمی[15] کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔آپ کو طامۃ الکبریٰ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے اس کے علاوہ ولی تراش کے لقب سے بھی پکارا جاتا ہے۔

شیخ نجم الدین کبریٰ خوارزم میں ۵۴۰ھ / ۱۱۴۵ء کو پیدا ہوئے۔آپ نے زندگی کا اکثر وبیشتر حصہ سفر میں گزارا اور بہت سے اسلامی ممالک کی سیر کی۔خراسان کے سفر کے دوران آپ کی ملاقات شیخ اسماعیل قیصری سے ہوئی تھی۔کچھ عرصہ گزرنے کے بعد شیخ اسماعیل قیصری نے آپ کو شیخ عمار یاسر بدلیسی کے پاس جانے کا حکم دیا[16] جنھوں نے آپ کی تربیت کی۔جب آپ یہاں سے واپس لوٹے تو آپ کو شیخ روز بیہان کی طرف مزید تعلیم وتربیت کے لئے بھیجا گیا جہاں آپ نے سلوک کی مزید تعلیم حاصل کی اس کے بعد دوبارہ شیخ عمار یاسر بدلیسی کے پاس گئے۔شیخ نے آپ کو خوارزم میں قیام کرنے کا حکم دیا چناں چہ شیخ کے حکم پر آپ نے خوارزم کو اپنی دعوت کا مرکز بنایا[17]۔آپ کے مریدین کی کافی تعداد موجود ہے جو اپنے زمانے میں کافی مشہور رہے ہیں۔ان میں سے شیخ رضی الدین علی لالا، شیخ مجد الدین بغدادی، شیخ سعد الدین حموی، نجم الدین رازی، سیف الدین باخرزی، بابا کمال جندی، فرید الدین عطا نیشاپوری، جمال الدین گیلی، شیخ محمود خلوتی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔خواجہ فرید الدین عطار کا تعلق بھی اسی سلسلہ سے تھا چونکہ آپ شیخ مجد الدین بغدادی کے مرید تھے[18]۔

کبرویہ سلسلہ کی بہت سی شاخیں ہیں ان میں سے سلسلہ کبرویہ جندیہ، سلسلہ کبرویہ حمویہ، سلسلہ کبرویہ خلوتیہ، سلسلہ کبرویہ زاہدیہ سیاہ پوش، سلسلہ کبرویہ باخرزیہ، سلسلہ کبرویہ نعمت لاھیہ، سلسلہ کبرویہ ہمدانیہ قابل ذکر ہیں۔

ہندوستان میں اس سلسلہ کو شیخ سیف الدین باخرزی کے مرید شیخ بدر الدین سمرقندی نے متعارف کروایا۔ بعد میں امیر کبیر سید علی ہمدانی، شرف الدین یحیٰ منیری، سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ناموں سے منسوب ہو کر یہ سلسلہ ہمدانیہ، سلسلہ فردوسیہ اور سلسلہ اشرفیہ کے نام سے مشہور ہوا۔ سلسلہ فردوسیہ کو بعض محققین نے کبرویہ کی شاخ قرار دیا ہے اور بعض نے اسے سہروردیہ کی شاخ قرار دیا ہے۔

کشمیر میں سلسلہ کبرویہ کی ترویج:

سید علی ہمدانی جو کشمیر میں شاہ ہمدان کے نام سے مشہور تھے نے اس سلسلہ کو کشمیر میں متعارف کرایا۔ سید علی ہمدانی کے بعد آپ کے فرزند میر محمد ہمدانی کے زیر سایہ یہ سلسلہ کشمیر میں کافی مقبول ہوا۔ میر سید علی ہمدانی نے کشمیر سے واپسی پر شیخ احمد کو اپنا خلیفہ مقرر کیا انہی کے سلسلہ سے شیخ اسماعیل کبروی وابستہ تھے۔886ھ میں ہرات کے سلطان حسین مرزا کے ایلچی میر شمس الدین عراقی یہاں تشریف لائے تو انہی سے سلسلہ کبرویہ میں بیعت لی حالاں کہ وہ پس پردہ یہاں شیعہ مسلک کی تبلیغ کرتے تھے۔

میر محمد ہمدانی کے ہمراہ تین سو سے زائد سادات اور صوفیاء کرام کشمیر آئے جن میں سید محمد مدنی، سید حسین شیرازی، سید جلال الدین بخاری، سید احمد سامانی، سید حسین خوارزمی وغیرہ قابل ذکر ہیں[19] جنہوں نے کشمیر میں سلسلہ کبرویہ کی ترویج کے لئے کام کیا۔ میر محمد ہمدانی کے ہمعصر سید محمد حصاری [20] نے بھی اس سلسلہ کے لئے کافی کام کیا۔

میر محمد ہمدانی کے مکہ روانہ ہونے کے بعد ان کے خلفاء اور ہمعصروں نے ان کی پیروی کرتے ہوئے کافی لوگوں کو تصوف کے دائرے میں لایا چنانچہ اس ضمن میں سید محمد مدنی [21] اور سید علاؤالدین بخاری [22] کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ کشمیر میں میر محمد ہمدانی (سادات) کے علاوہ صوفیاء کی ایک اور جماعت جو بیہقی سادات کے نام سے پہچانے جاتے تھے نے کشمیر میں اسلام کی ترویج میں اہم کردار ادا کیا۔ بیہقی سادات شاہی خاندان سے وابستہ رہے چنانچہ اسی خاندان کے چشم و چراغ سید مبارک خان بیہقی کشمیر کے سلطان بھی بنے۔ مشہور صوفی بزرگ سید حسین منطقی [23] بھی اسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ اس زمانہ کے ایک مشہور صوفی بزرگ جنہوں نے کشمیر میں سلسلہ کبرویہ کی اشاعت میں اہم کارنامہ سرانجام دیا شیخ بہاؤالدین گنج بخش کشمیری ہیں [24]۔ بابا عثمان المعروف اوچپ گنائی اور سید حسین رومی ان کے شاگردوں میں سے تھے جن کے کارہائے نمایاں سے تذکروں کی تمام کتب بھری پڑی ہیں۔

کشمیر میں سلسلہ کبرویہ کی تاریخ میں شیخ یعقوب صرفی [25] کا نام بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔ شیخ صرفی صوفی بزرگ ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ پایہ کے عالم بھی تھے چنانچہ آپ کا ذکر نہ صرف کشمیر کے صوفی تذکروں میں ملتا ہے بلکہ بیرون کشمیر بھی ان کی برتری اور علم و فضل کے شواہد ملتے ہیں۔ کشمیر سے باہر بھی ان کے خلفا، شاگردوں اور ارادت مندوں کی ایک اچھی تعداد موجود رہی ہے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی کو بھی آپ نے سلسلہ کبرویہ میں بیعت کی تھی۔ ہندوستان کے بادشاہ اکبر اعظم سے آپ کے بہت اچھے تعلقات تھے کشمیر میں خواجہ حبیب اللہ نوشہری، میر حمزہ کریری، خواجہ یوسف، سید محمد وغیرہ آپ کے شاگردوں میں سے تھے۔ خواجہ حبیب اللہ نوشہری نے اس سلسلے کو کشمیر کے طول و عرض میں پھیلایا۔ آپ اعلیٰ درجے کے عالم اور شاعر تھے آپ نے فارسی کے علاوہ کشمیری میں بھی شعر کہے۔ تاریخ اور فلسفہ کے طالب علموں کے لئے یہ بات کافی دلچسپی کا باعث ہے کہ مختلف ممالک اور خطوں میں صوفی تحریک مختلف تمدنی اور فلسفیانہ روایات سے اثر پذیر ہوئی ہے۔

ریشی سلسلہ:

کشمیر کی سرزمین ایسی تھی کہ یہاں امیر کبیر سید علی ہمدانی کی آمد سے قبل رہبانیت کو انسانیت کی معراج سمجھا جاتا تھا اور ایسے لوگوں کو ریشی کہا جاتا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ لوگ بے نفس بھی تھے اور انسان دوست بھی تھے ان کے اس طرز عمل نے ان کو سماج میں ایک خاص مقام عطا کیا تھا۔ کشمیر کا ریشی خدا پرست اور انسان دوست تھا اس لئے یہاں کے نیک سیرت اور بلند فطرت عارفین اس لفظ کو اس مقصد کے لئے استعمال کرتے تھے لیکن ان عارفوں نے خدا جوئی کے اس طریقے سے مکمل اعراض کیا جسے راہبانہ تصور رکھنے والوں نے اپنایا تھا۔ کشمیر میں ریشت کا باقاعدہ سلسلہ ۹۰۰ھ سے شروع ہوا اور بارہویں صدی ہجری تک جاری رہا اس دوران پورے کشمیر میں ریشی صوفیاء کرام نے اپنی محنت اور لگن سے اسلام کی ترویج و اشاعت کی۔ جس کے نتیجہ میں لوگوں کی کیر تعداد حلقہ بگوش اسلام ہوئی۔ ریشی صوفیا نے مہر و محبت، انس و ہمدردی کی ایسی فضا قائم کی کہ جس سے لوگوں کے قلوب و اذہان مسخر ہوئے۔ شیخ نور الدین ولی اس سلسلہ کے بانی ہیں آپ کے زیر سایہ بہت سے ریشی صوفیا نے سلوک کی منازل طے کیں۔ خواجہ اعظم دیدہ مری ریشیوں کی تعریف لکھتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ

> " ریشی کسے گویند کہ از زمرہ زاہدان و عبادان در ریاضت سخت و صعب تر باشد و خود را از اولاد و ازواج فارغ دارد و دست از جمیع آرزوہا و ہوس بر ادرد چہ جائی ملک و مالک " [26]۔

یعنی ریشی اس شخص کو کہتے ہیں جو زاہدوں اور عابدوں کی جماعت میں سے ہو پھر ریاضت و عبادت میں سخت اور شدید تر ہو اور وہ خود کو اولاد و ازدواج سے آزاد رکھتا ہو۔ اور کی ہر قسم کے تمناؤں اور خواہشوں سے ہاتھ بھی کھینچ لے۔ ملک اور مال یا اقتدار اور دولت کی تو بات ہی نہیں۔

کشمیر میں ریشیت کی تاریخ نہایت قدیم ہے ،اسلام سے قبل یہاں ہندو اور بودھ بستے تھے ان میں ایسے زاہد و عابد بھی تھے جو نفس کشی پر بہت زور دیتے تھے ۔ایسے لوگ آبادیوں سے دور جنگلوں اور غاروں میں جا کر تن بدن کو دکھ دیتے تھے اس طرح خواہشات نفس پر قابو پا لیتے تھے۔وہ لوگ سوکھی گھاس کھا کر ،دھوپ اور بارش میں ننگے بدن چل کر خود کو کانٹوں کی چبھن سے مجروح کرنے میں مزہ محسوس کرتے تھے۔لوگوں کے ساتھ ملنا جلنا تو در کنار کسی کے ساتھ بات بھی نہیں کرتے تھے ان لوگوں کا کوئی رشتہ ناطہ بھی نہیں ہوتا تھا۔اور خود کو سنیاسی،جوگی یا ریشی کہتے تھے۔اگرچہ ہندوؤں کی ان لوگوں میں موجودگی کافی پرانی ہے لیکن ہر بات میں ان کی ہیئت جداگانہ تھی ان کی نفس کشی اور ان کی تپسیا کئی لحاظ سے دگرگوں اور مختلف ہوا کرتی تھی۔اسلام کی آمد کے بعد اگرچہ ریشیت قائم رہی لیکن اس کی ہیئت بدل گئی اور اس کے طور طریقوں میں جدت آگئی ان کی عبادات میں نمایاں فرق آگیا۔کیونکہ اب وہ لوگ ایک عظیم الشان مقصد کے تحت عبادت کرتے تھے تن بدن کو محض دکھ دینا اب کوئی معنی نہیں رکھتا تھا اور خود کو اذیت پہنچانا بے سود تھا۔جنگلوں میں اور پہاڑوں پر پھرتے رہنا اب کوئی عبادت نہ تھی آبادیوں سے دور رہنا ہی اب کافی نہیں سمجھا جاتا تھا بلکہ اب اس سخت ریاضت کے پیچھے ایک عظیم مقصد کار فرما تھا۔اب وہ اپنی مرضی میں آزاد نہیں تھے کہ جو چاہیں کریں بلکہ وہ اب ایک قاعدے ،ایک ضابطے قانون کے پابند تھے اب وہ شریعت سے ذرہ برابر انحراف نہیں کرسکتے تھے۔اگرچہ اب بھی وہ صائم الدھر اور قائم اللیل ہوا کرتے تھے مگر ان کی تمام عبادات میں شعائر اسلام اور سنت نبوی کی جھلک نظر آتی تھی گویا اسلامی تصوف نے ریشی تحریک میں نئی جان ڈالدی تھی اور ان کی غار نشینی میں نکھار پیدا کیا تھا۔تصوف نے ریشیت کو غاروں سے اٹھا کر آبادیوں میں لایا۔مسجدوں اور خانقاہوں میں عبادت الٰہی کرائی اور خدا کا پیغام دے کر لوگوں کی رہبری کرنا سکھایا تھا۔اسلامی دور کی ریشی تحریک تصوف کی روح بن گئی تھی جس کے بانی اور سرخیل حضرت شیخ نورالدین ولی تھے اس بارہ میں خواجہ اعظمی لکھتے ہیں کہ

"وجناب ایں شیخ باکمال دریں امور ازیں طبقہ منفرد و ممتاز بود،وزہد و تقوی را بغایت الغایت فرمود" [27]

یعنی حضرت شیخ نورالدین ولی جو صاحب مرتبہ عالیہ تھے ان تمام امور میں ریشیوں کے طبقے میں منفرد اور ممتاز تھے کیوں کہ انہوں نے زہد و تقوی کو غایت الغایت تک پہنچایا تھا۔شیخ العالم نے ریشی سلسلہ سے رہبانیت کو ختم کیا خود فرماتے ہیں۔

ترجمہ۔بندر جنگلوں میں رہتے ہیں۔اور چوہے غاروں میں۔جو لوگ پانچ وقت اپنے من کی پاکیزگی میں لگے رہتے ہیں اور اپنے اہل وعیال کے ساتھ رات دن گزارتے ہیں،وہی لوگ خاصانِ خدا ہوتے ہیں [28]۔حضرت شیخ العالم نے ریشیت کو تصوف حقیقی کا لباس پہنایا اور خلوت نشینی پر لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنے کو ترجیح دی تھی اسی لئے ان کو موجودہ ریشیت کا بانی تصور کیا جاتا ہے۔آپ کا کلام کشمیر میں ریشی سلسلہ کا اولین کلام تصور کیا جاتا ہے [29]۔

شطاری سلسلہ:

اس سلسلہ کے بانی شیخ بہاؤالدین قادری شطاری (۸۲۱ھ۔م ۹۲۱ھ) ہیں۔آپ قادری سلسلہ کے شطاری مشرب سے تعلق رکھتے تھے۔آپ کی شطاری سلسلہ پر ایک کتاب بھی موجود ہے جس میں آپ نے شطاری سلسلہ کے اذکار و اشغال اور آداب لکھے ہیں۔برصغیر پاک وہند میں سلسلہ شطاریہ کو موجودہ شکل شیخ محمد غوث گوالیاری (م ۱۵۶۲ء،۹۷۰ھ) نے بخشی ہے۔محمد غوث گوالیاری سے قبل شطاری سلسلہ طریقت کو کوئی شہرت نہ تھی۔برصغیر میں اس وقت مغلیہ بادشاہت تھی۔مغلیہ بادشاہوں میں سے بادشاہ ظہیر الدین بابر،نصیر الدین ہمایوں،جلال الدین محمد اکبر کو آپ سے بڑی عقیدت تھی اور بادشاہ جہانگیر نے بھی آپ کا تذکرہ (توزک جہانگیری میں) بڑے ادب واحترام سے کیا ہے [30]۔شاہ ولی اللہ (م ۱۱۷۶ھ) بھی اس سلسلہ کے شیخ طریقت تھے اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے شاہ محمد غوث گوالیاری کی اس سلسلہ کے لئے خدمات کا تذکرہ اپنی تصنیف "انتباہ فی سلاسل اولیاء" میں کیا ہے۔

> ترجمہ۔طریقہ شطاریہ کی اس علاقہ میں صرف ایک شاخ ہے جو شیخ محمد غوث گوالیاری سے ہے۔حقیقت میں یہ سلسلہ شیخ محمد غوث گوالیاری سے پہلے زیادہ مشہور نہیں تھا۔ہندوستان میں سب سے پہلے جس ہستی نے اس سلسلہ کو جاری کیا وہ حضرت عبداللہ شطاری تھے اور اس کی ابتدا شیخ خدا قلی ماوراءالنہری سے ہوئی [31]۔

شاہ ولی اللہ کے اس بیان سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سلسلہ شطاریہ برصغیر میں شیخ محمد غوث گوالیاری سے آگے بڑھا۔لیکن یہ سلسلہ صرف یہاں تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ اس کی آگے بہت سی شاخیں بھی ہیں جس کا تذکرہ عہد جہانگیری کے مشہور مؤرخ شیخ محمد غوثی شطاری نے کیا ہے [32]۔شیخ محمد غوث کے جانشینوں کی وجہ سے یہ سلسلہ سرزمین حجاز،جزائر،انڈونیشیا،جاوا،سماٹرا میں خوب پھیلا۔ایران،عراق،توران،میں بھی اسے فروغ ملا [33]۔کشمیر میں اس سلسلہ کی داغ بیل ڈالنے والے قاضی فتح اللہ صدیقی شطاری ہیں جنھوں نے کشمیر کے شہر میرپور کو اپنی تجلیات کا مرکز بنایا اور مغلیہ دور میں آپ کو اس علاقہ کا قاضی القضاۃ مقرر کیا گیا تھا۔آپ نے کشمیر میں اس سلسلہ کی ترویج کے لئے بہت محنت کی اور آپ کی اولاد واحفاد نے اس سلسلہ کو مزید آگے بڑھایا۔

نوربخشی سلسلہ:

سلسلہ نوربخشیہ کے بانی سید محمد بن عبداللہ (پ ۱۳۹۳ء) کوہستان کے مقام قاءین میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سے فراغت کے بعد خواجہ اسحاق ختلانی کے مرید بن گئے۔ خواجہ اسحاق بذات خود امیر کبیر سید علی ہمدانی کے مرید تھے۔ خواجہ صاحب نے آپ کو محمد نوربخش کا لقب دیا اور سید علی ہمدانی کا خرقہ دے کر آپ کے مہدی اور امام ہونے کا اعلان کیا اس بات کی خبر امیر تیمور کے بیٹے اور وارث شاہ رخ کو ملی تو اس نے آپ کو قید کر دیا لیکن سید اپنے عقیدے پر قائم رہے اور یوں تین بار قید بامشقت کی سزا بھگتنی پڑی۔ بالآخر ۸۵۰ھ بمطابق ۱۴۴۷ء کو جب شاہ رخ فوت ہوا تو آپ کو رہائی ملی۔

کشمیر میں نوربخشی سلسلہ کی بنیاد شیخ شمس الدین عراقی نے رکھی۔ آپ کے والد موسوی سید تھے۔ آپ کی ابتدائی زندگی کے بارے میں تذکرہ کی کتب خاموش ہیں لیکن قرائن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اچھی تعلیم حاصل کی تھی اور فن خطابت میں کمال حاصل تھا جس کی وجہ سے سلطان حسین مرزا نے آپ کو اپنی ملازمت پر مامور کیا اور کشمیر کے شاہ حسن کے دربار میں سفیر بنا کر بھیجا۔ آپ آٹھ سال تک کشمیر میں مقیم رہے اور خفیہ طور پر اپنے عقائد کی تبلیغ کرتے رہے۔ کچھ عرصہ کے لئے ظاہری طور پر شیخ اسماعیل کبروی[34] کے عقیدت مندوں میں شامل ہوئے اور حضرت شیخ کی نسبت خاص ارادت کا اظہار کرنے لگے۔ اور حضرت شیخ کے مرید خاص بابا علی نجار سے معنوی ربط پیدا کیا زبان و بیان میں کمال درجہ کی مہارت رکھنے کی وجہ سے اپنا اثر رسوخ قائم کر لیا۔

میر شمس الدین عراقی نے کشمیر میں کبروی سلسلہ کی اشاعت کی آڑ میں شیعہ مذہب کی تبلیغ کرنا شروع کی۔ حضرت شیخ نے اس کی عیاری کو بھانپ لیا اور اپنے مریدین کو اس سے میل جول سے روک دیا مگر اس نے بابا علی نجار سے ساز باز کر لی تھی اور واپس خراسان چلا گیا جب سلطان حسین کو اس کے باطنی خلل کا علم ہوا تو اسے ملازمت سے معزول کر دیا اور جلاوطن کر دیا۔ ۱۵۰۱ء میں دوبارہ اس نے کشمیر کے لئے رخت سفر باندھا اور اپنے ہمراہ کئی صوفی منش بزرگ ساتھ لایا راستے میں اس نے مشہد میں امام رضا کے روضہ پر حاضری دی پھر قندھار آیا اور یہاں سے ملتان کا سفر کیا۔ ملتان سے اپنے ہمراہیوں سمیت کوہستان نمک (پوٹوہار) کا سفر کرتے ہوئے کشمیر پہنچا۔ یہاں پہنچتے ہی بابا علی نجار نے اس کا استقبال کیا[35] اور پورے اہتمام و انصرام کے ساتھ اسے اپنی خانقاہ میں اتارا اور اپنے مریدوں کو اس کے حوالے کرتا رہا۔ اس سلسلہ میں اہم شخص موسیٰ رینا تھا جو میر کے مریدوں میں شامل ہوا۔ جب اس نے اپنا بازار خوب گرم کر لیا تو آہستہ آہستہ خفیہ طور پر شیعہ مذہب جاری کیا بابا علی نجار کی مدد سے کشمیر کے امراء و حکام کا مرجع بن گیا۔ سلطان کے ملازمین سے بھی ربط پیدا کر لیا اور لوگوں کے ساتھ کرامتیں ظاہر کرنے اور غیر معمولی حوادث وجود میں لانے کے بہت وعدے کئے چناں چہ اکثر سادہ دل لوگ اس کے بہکاوے میں آ گئے یوں اسے کافی کامیابیاں ملنے لگیں لیکن آگے چل کر کچھ مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑا۔

سلطان محمد شاہ کے وزیر اعظم سید محمد بیہقی اور کشمیر کے علماء نے اس کی مخالفت کی جس کی وجہ سے اس کو کشمیر چھوڑنا پڑا یوں یہ بلتستان چلا گیا اور یہاں دو ماہ تک قیام کیا۔ یہاں کے بدھ مت پر عمل پیرا لوگوں کو مشرف بہ اسلام کیا اسی دوران سید محمد بیہقی کا انتقال ہو گیا اور موسیٰ رینا نے اس کو دوبارہ کشمیر بلا لیا۔ موسیٰ رینا وزیر اعظم بنا تو اس نے شمس الدین کی ہر طرح سے مدد کی اسی اثنا میں ملک کاجی چک[36] (جسے ملک کا اختیار حاصل تھا) میر عراقی کے پاس آنے جانے لگ گیا اور اس کے مذہب میں داخل ہو گیا یوں چک امراء اور وزراء بھی شمس الدین عراقی کے مذہب میں شامل ہو گئے اور جس وقت اس کی وفات ہوئی کشمیر میں نوربخشیہ سلسلہ اپنے قدم مضبوطی سے جما چکا تھا[37]۔

نتائج البحث:

کشمیر کی سرزمین صوفیاء کرام کا مسکن رہی ہے اس خطہ کو یہ خصوصیت حاصل رہی ہے کہ یہاں تمام سلاسل سے تعلق رکھنے والے صوفیاء نے اپنے مخصوص انداز میں اسلام کی ترویج و اشاعت کا کام کیا اور کشمیر کو اسلامیانے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ زیادہ تر کشمیر میں تشریف لانے والے صوفیاء کرام کا تعلق بخارا، سمرقند، ایران ترکستان و خراسان سے رہا ہے۔ چوں کہ فتنہ تاتار نے جب ان علاقوں کو زیر و زبر کیا تو یہ لوگ بھی ان کے عتاب سے نہ بچ سکے جس کے نتیجے میں ان لوگوں نے سرزمین کشمیر کا رخ کیا۔ ان صوفیاء نے اپنی پاکیزہ تعلیمات اور کردار سے یہاں کے لوگوں کو متاثر کیا جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ کشمیر میں اسلام کو فروغ ملا۔ کشمیر کے بادشاہ رینچن شاہ نے سید عبدالرحمن بلبل شاہ سہروردی کی تعلیمات سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا۔ اس کے علاوہ امیر کبیر سید علی شاہ ہمدان نے کشمیر میں اپنی تصنیفی و تالیفی، سماجی و معاشی خدمات سے اس خطہ کی تقدیر بدل دی اور آپ نے کشمیر میں صنعتی انقلاب برپا کیا۔ کشمیر کے علاقائی تصوف ریشی سلسلہ کی وجہ سے کشمیر کی تاریخ نے ایک نیا موڑ لیا اور کشمیری زبان میں آپ کا کلام کشمیریوں کے لئے پہلی دینیات کی حیثیت رکھتا ہے۔

حواشی و حوالہ جات:

1۔ خزینۃ الاصفیاء، مفتی، غلام سرور لاہوری، منشی نول کشور کانپور، س ن، ج:۲، ص:۲۵۰

Khazinat ul asfia,mufti,Ghulam sarwar Lahore ,monshi noel kashoor,Kanpur ,voll:2,p:250

2۔ تذکرہ علمائے ہند، مولوی، رحمان علی، مطبع منشی نول کشور، لکھنؤ، ط:۲/۱۹۱۴ء، ص:۲۳

Tazkara ulma e hind,molvi Rahman ali, monshi noel kashoor,lakhnoo,voll:2,1914,p:23

[3]-sufism,its saint and shrine, John H.Subhan,Gulshan Books Kashmir,2015,p.119

[4]. An Intellectual History of Islam, Aziz Ahmad, Edinburgh University press ,1969. p ,40

[5]۔ تصوف اور کشمیری صوفیہ: غوث سیوانی، ایچ ایس آفسٹ پرنٹریس دہلی، ط:۲۰۱۲ء، ص۳۵۵۔۳۵۶

Taswaf and Kashmiri sufia, Ghos sewani, h s offsite printrees,dehli,2012,p:355.356

[6]۔ ایضا

ibid

[7]۔ تذکرہ اولیاء کشمیر، حسن کھویہامی، مترجم، پیرزادہ عبدالخالق طاہری، مشتاق بک کارنر۔ الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور، ط:۲۰۱۵ء، ص:۱۱۶۔۱۱۸

Tazkara awlia e Kashmir, Hsan khoehami translated pirzada Abdul Khaliq tahiri ,mushtaq book karnor.al kareem market urdu bazar Lahore ,2015,p:116.118

[8]۔ ایضا

[9]۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ صوفی ازم ان کشمیر، رفیقی، عبدالقیوم، ڈاکٹر، گلشن بکس کشمیر ریزیڈنسی روڈ سرینگر، ط:۲۰۱۵ء، ص:۷۶۔۷۷

Sufism in Kashmir ,Rafi qi Abdul qayoom,Dr, gulshon books Kashmir rezedensi road Srinagar,2015,p:76.77

[10]۔ تذکرہ اولیاء کشمیر، حسن کھویہامی، مترجم، پیرزادہ عبدالخالق طاہری، ص:۱۱۸

Tazkara awlia e Kashmir, Hassan khoehami translated pirzada Abdul Khaliq tahiri ,p:118

[11]۔ اندرابی سادات کی کشمیر میں آمد اور ان کی دینی وملی خدمات کے لئے ملاحظہ ہو راقم الحروف کا ریسرچ مقالہ۔ کشمیر میں سادارت اندرابیہ کی آمد اور ان کی دینی وسماجی خدمات: ایک تجزیاتی مطالعہ۔ الایضاح، شیخ زاید مرکز اسلامی جامعہ، پشاور، ط:۲۰۲۱ء، شمارہ:۲ج:۳۹، ص:۲۴۷۔۲۵۸

The Religious and Social Services of Sadaat Andrabi in Kashmir, Al-Idah . 39, - 2 (Dec. 2021), 246 - 259.

[12]۔ واقعات کشمیر، دیدہ مری، خواجہ محمد اعظم، مترجم خواجہ حمید یزدانی، ڈاکٹر، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۹۵ء، ص:۳۶۳

Waqiat e Kashmir ,dida maree,Khwaja Muhammad azam,tr ,dr Khawaja hameed yazdani,aqbal akadmi Pakistan ,Lahore,1995,p:363

[13]۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ ناگور میں ہندو سماج تھا اور یہ لوگ گوشت سے پرہیز کرتے تھے جس کی وجہ سے شیخ حمید الدین نے بھی اس سے پرہیز کیا۔ صوفیاء کرام کی کوشش رہی ہے کہ اس علاقے کے رسوم ورواج کو اپناتے ہوئے دین اسلام کی ترویج کی جائے ورنہ اسلام میں حلال گوشت سے ممانعت نہیں ہے۔ محقق

[14]-عالم تصوف اور کشمیر، یوسف بخاری، ڈاکٹر،، کلیم یوسف فہیم یوسف ۵۴اے میکلوڈ روڈ لاہور، س ن، ص:۵۲۔۵۴

Aalam e taswaf and Kashmir,Dr yousaf bukhari,kaleem yousaf faheem yousaf 54.a miklood road,Lahore,p:52.54

[15]-خوارزم موجودہ ازبکستان کا علاقہ ہے جو سنٹرل ایشیا میں روس سے آزاد ہونے والے ملک ترکمانستان میں واقع ہے۔ محقق

[16]۔ آپ شیخ ابو نجیب سہروردی کے متبعین میں سے تھے یوں اس نسبت سے یہ سلسلہ سہرودیہ کی شاخ ہے۔ محقق

[17]۔ مجالس المؤمنین، شوستری، قاضی نور اللہ،، انتشارات اسلامیہ تہران، ط:۱۳۷۷ھ، ص:۲۸۶

Mjalis ul momenin,shostri,qazi noor ullah ,intsharat i islamia ,Tehran,1377AH,p:286

[18]۔ سفینۃ الاولیاء، داراشکوہ، مترجم، شیخ، بلیغ الدین جاوید، انتخاب ادب، ۱۰۔ ایبک روڈ نیو انار کلی، لاہور، س ن، ص:۱۶۵

Safeen tul awlia, Dara Shikwa,Tr,shikh baleegh al din javaid, intikhab adab 10,aibk road new Anar kali ,Lahore,p:165

[19]۔ واقعات کشمیر، دیدہ مری، خواجہ محمد اعظم، ص:،۸۸۔۹۰

Waqiat e Kashmir ,Dida Maree,Khwaja Muhammad Azam, p:88.90

[20]۔ ان کے آباء بلخ سے ہجرت کر کے حصار آئے تھے اس لئے حصاری کہلائے کشمیر میں آنے کے بعد سرینگر میں سکونت اختیار کی سلطان سکندر آپ کی بہت قدر کرتا تھا۔ واقعات کشمیر، دیدہ مری، خواجہ محمد اعظم، ص:۹۰

Waqiat e Kashmir ,Dida Maree,Khwaja Muhammad Azam,p:90

[21]۔ ان کا آبائی وطن مدینہ تھا اور کشمیر میں مدین صاحب کے نام سے مشہور تھے زیادہ تر زندگی یاد الٰہی میں بسر کی۔ بڈشاہ آپ کی بہت قدر کرتا تھا 11 رجب 849ھ میں وفات پائی۔ واقعات کشمیر، دیدہ مری، خواجہ محمد اعظم، ص:۹۵

Waqiat e Kashmir ,Dida Maree,Khwaja Muhammad Azam, p:95

[22]۔ مخدوم سید جلال الدین بخاری کے خاندان سے تھے۔ (محقق)

[23]۔ سید حسین بیہقی کے فرزند تھے اور انہی سے سلسلہ کبرویہ میں تربیت پائی۔[23]

[24]۔ آپ خواجہ اسحاق ختلانی کے خلیفہ تھے مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ واقعات کشمیر، دیدہ مری، خواجہ محمد اعظم، ص: ۱۰۶۔۱۰۷

Waqiat e Kashmir ,Dida Maree,Khwaja Muhammad Azam, p:106_107

[25]۔ شیخ صرفی (م 1003ھ) کو حضرت ایشاں کے نام سے مشہور تھے۔ آپ نے ابن حجر مکی سے درس حدیث کی سند لی۔ شیخ صرفی کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ شعر وشاعری سے خاص شغف تھا۔ ان کی خمسہ یا پنج گنج (مغازی النبی)، مسلک الاخیار، مقامات مرشد، وامق وعذرا، لیلی مجنوں، مناسک الحج، رسالہ ذکریہ، دیوان، صرفی، رواتح، کنزالجواہر، چہار کتب معمار، شرح ثلاثیات وغیرہ خاص اہمیت کی حامل ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، صوفی ازم ان کشمیر، رفیقی، عبدالقیوم ،ڈاکٹر، ص:۱۸۰۔۱۸۳

Sufism in Kashmir ,Rafi qi Abdul qayoom,Dr,p:180.183

[26]۔ واقعات کشمیر (فارسی)، دیدہ مری، خواجہ محمد اعظم، غلام محمد نور محمد تاجران کتب، مہاراج رنبیر گنج بازار سرینگر، س ن، ص:۶۳

Waqiat e Kashmir ,Dida Maree,Khwaja Muhammad Azam, Ghulam Muhammad Noor Muhammad tajran kutb,mharaj rnbeer gnj bazar Srinagar, p:63

[27]۔ واقعات کشمیر (فارسی)، دیدہ مری، خواجہ محمد اعظم، ص:۶۳

Waqiat e Kashmir ,Dida Maree,Khwaja Muhammad Azam, p:63

[28]۔ گلدستہ کلام شیخ العالم، مترجم، قاری سیف الدین، جے کے آفیسٹ پرنٹرس، جامع مسجد دہلی۔۶، ط:۲۰۰۹ء، ص:۲۱۴

Gul dasta kalam shikh al alam,Tr,qari saifu al din ,j k a fist printris jame masjid dehli ,2009,p214

[29]۔ شیخ العالم کے کلام کو "ریشی نامہ" کے نام سے جانا جاتا ہے اور اس کے ناقین کی تعداد بھی کافی زیادہ ہے۔ اس لحاظ سے آپ کا کلام کشمیر میں بہت اہمیت کا حامل ہے (محقق)

30۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ رود کوثر، شیخ محمد اکرام، ادارہ ثقافت اسلامیہ۔ ۲۔ کلب روڈ لاہور، ط:۱۱، ط:۱۹۸۷ء، ص:۳۵۔۴۲

Rawad e kosar ,Shikh Muhammad Ikram,idara sqafat e islamia.2.klab road Lahore,1987,p:35.42

31۔ انتباہ فی سلاسل اولیاء، شاہ ولی اللہ، مترجم سید ظہیر الدین، مطبع احمدی سید عزیز دہلی، ط:۱۳۱۱ھ، ص:۱۳۷

Intibah fi salasil awlia, Shah Waliyllah ,Tr, Syed Zaheru aldin, Matba Syed Aziz dehli,1311,p:137

32۔گلزار ابرار، محمد غوثی شطاری، مترجم، فضل احمد جیوری، مکتبہ سلطان عالمگیر، ۵لوئر مال اردو بازار، لاہور، ط:۱۰۱۴ھ، ص:۲۸۵

Gulzar abrar, Muhammad Ghosi Shattari,Tr,Fzal Ahmad Jewree, maktba sultan alam geer,5.lower mal bazar,Lahore,1014,p:285

33۔ایضا، ص:۲۸۵

ibid

34۔کشمیر میں کبرویہ سلسلہ کے امام اور موسس تھے۔ آپ کا شعار بت شکنی تھا۔واقعات کشمیر، دیدہ مری، محمد اعظم، ص:۱۵۸

Waqiat e Kashmir ,Dida Maree, Khwaja Muhammad Azam, p:158

35۔کشمیر میں اسلام کی اشاعت، گمی، سلیم خان، یونیورسل بکس، ۴۰اے، اردو بازار، لاہور، ط:۱۹۸۶ء ص:۱۵۰۔۱۴۹

Kashmir min Islam ki ishaat, Gimmi, Saleem Khan, universal books box,40 a, urdu bazar, Lahore,1986,p:149.150

36۔اس کی ہمشیرہ محمد شاہ کے نکاح میں تھی اور مملکت کا اختیار بھی اس کے پاس تھا۔واقعات کشمیر، دیدہ مری، خواجہ محمد اعظم، ص:۱۶۰

Waqiat e Kashmir ,Dida Maree, Khwaja Muhammad Azam, p:160

37۔کشمیر میں اسلام کی اشاعت، گمی، سلیم خان، ص:۱۵۰۔

Kashmir min Islam ki ishaat, Gimmi, Saleem Khan, p:150